زندگی کے نشیب و فراز کا تخلیقی اظہار

دیپا نجلی ککاتی

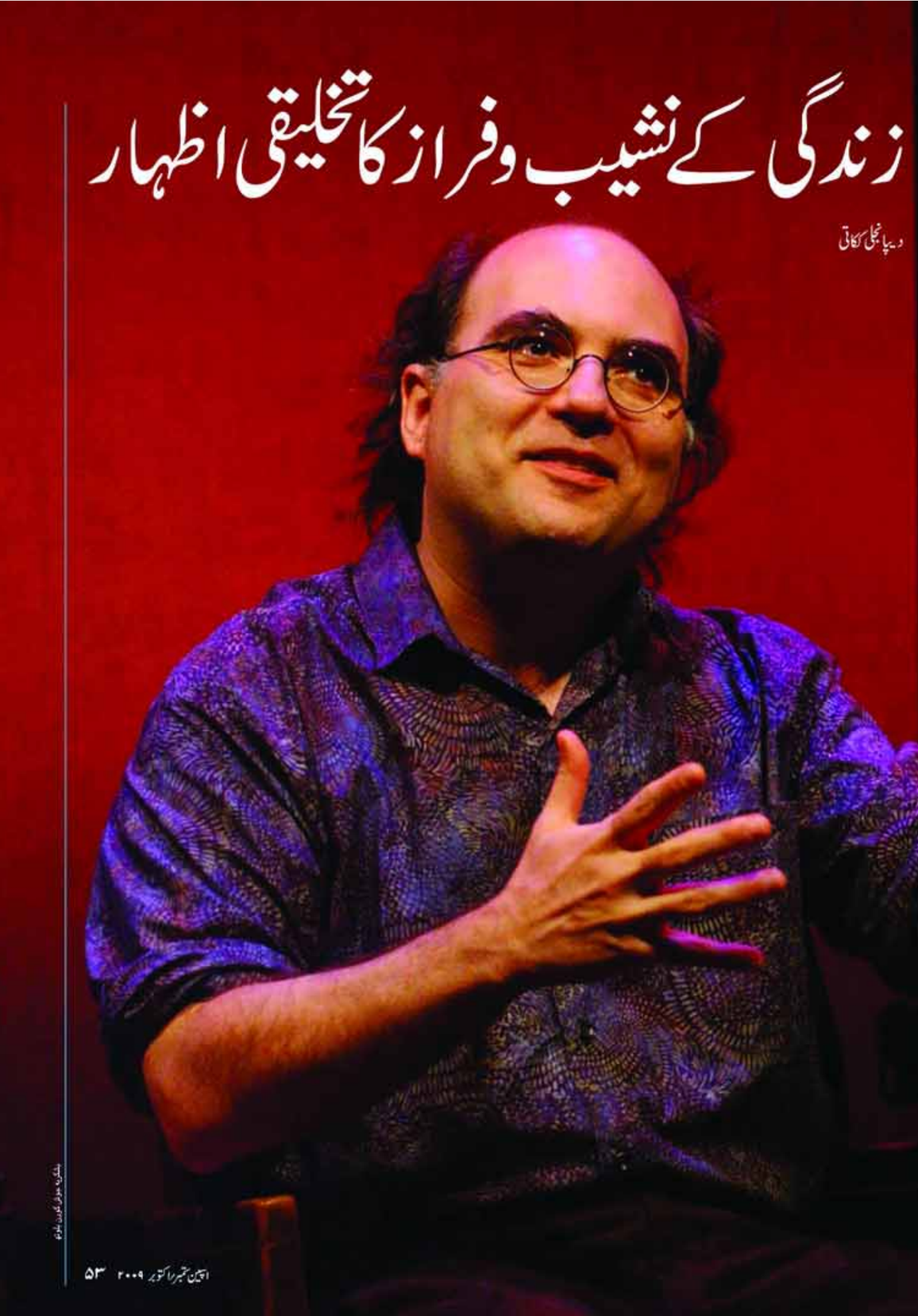

امریکی ڈرامہ نگار اور اداکار جوش کورن بلوتھ نے اگست میں سٹیزن جوش کے ساتھ ہندوستان کا دورہ کیا۔

جوش کورن بلوتھ کو تخلیقی تحریک غیر متوقع لمحات میں ملتی ہے۔ کیلی فورنیا کے اس ڈرامہ نویس اور اداکار کو بنجامن فرینکلن پر ڈرامہ لکھنے کا خیال اس وقت آیا جب وہ ایک صبح شیو کر رہا تھا۔ کورن بلوتھ نے بتایا کہ "تقریباً پراسرار ڈھنگ سے دھند صاف ہوگئی۔ میں نے آئینہ میں خود کو دیکھا اور مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ میں دیکھنے میں بن فرینکلن کے جیسا لگتا ہوں۔"

اسی طرح "سٹیزن جوش" لکھنے کا خیال ۲۰۰۴ میں الیکشن کے دن برکلے، کیلی فورنیا کے ایک پولنگ بوتھ پر حق رائے دہی کا استعمال کرنے کے بعد واپس گھر جاتے ہوئے ان کے ذہن میں اٹھنے والے خیالات کی لہروں سے ابھرا۔ یہ سوانحی مونولاگ ہے جو اگست میں ہندوستان میں بھی پیش کیا گیا۔

امریکی سفارت خانہ کی دعوت پر کورن بلوتھ نے ہندوستان کا دورہ کیا۔ انہوں نے بتایا کہ "سٹیزن جوش" میرے اس پیچھے پڑ جانے والے شبہ سے پیدا ہوا کہ ہمارے معاشرے کی سیاسی صحت کا دارومدار اس پر ہے کہ تمام لوگ سیاسی امور میں سرگرم شرکت کریں۔ ان لوگوں میں میری طرح کے عادی کاہل لوگ بھی شامل ہوں۔"

یہ ڈرامہ چنئی میں ہندو میٹروپلس تھیٹر فیسٹیول میں سب سے پہلے پیش کیا گیا۔ اس کے بعد یہ ڈرامہ کوچی، بنگلور، ممبئی، کلکتہ اور نئی دہلی میں پیش ہوا۔ اس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کورن بلوتھ نے کس طرح جمہوریت کے بنیادی اصولوں کا اکتشاف کیا اور یہ سچائی ان پر کیسے روشن ہوئی کہ صرف ووٹ دینا ہی کافی نہیں ہے۔ وہ دھیرے دھیرے سٹیزن جوش میں تبدیل ہوتے ہیں یعنی اپنے مقامی کھیل کے میدان، ریاستی تعلیم کی مالی اعانت اور عالمی حدت جیسے امور کے گرد گھومنے والی بالکل نچلی سطح کی تحریکوں میں مرکزی حیثیت اختیار کرنے والے ایک سرگرم شخص کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔

۲۰۰۷ میں فرانسسکو میں سٹیزن جوش کا پریمئر دیکھنے کے بعد اپنے بلاگ پر سیلون ڈاٹ کام کے شریک بانی اسکاٹ روزن برگ نے لکھا "یہ ڈرامہ ان کی زندگی کے نشیب و فراز کے تجربات کے ذریعہ بیان ہوا ہے جس میں ایسی ہی چھوٹی موٹی کہانیاں ہیں جو خواہ مخواہ طول دئے گئے انحراف سے جڑتی اور مڑتی ہیں اور بالآخر یکجا ہو کر ایک خوبصورت اور جامع اکائی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔"

کورن بلوتھ نے ہندوستان میں پیش کرنے کے لئے اس ڈرامے میں تھوڑی سی تبدیلی کی۔ مثال کے طور پر چنئی میں جب یہ ڈرامہ پیش کیا تو انہوں نے تمل رزمیہ کی ہیروئن کنا گی کو سماجی سرگرمی کی مثال بنا کر پیش کیا۔ ہر شہر میں انہوں نے مقامی حوالے استعمال کئے تاکہ ناظرین اس کہانی میں اپنی جھلک دیکھ سکیں۔ کورن بلوتھ نے جن شہروں میں ڈرامہ پیش کیا ان شہروں میں طلبہ، اداکاروں اور ڈرامہ نویسوں کے لئے مونولاگ کی ہیئت پر ساری توجہ مرکوز کر کے ورک شاپ بھی منعقد کئے۔

سٹیزن جوش دو سطحوں پر کام کرتا ہے۔ یوں تو یہ جمہوریت پر مبنی ایک ڈرامہ ہے لیکن نیوجرسی میں پرنسٹن یونیورسٹی کے لئے کورن بلوتھ کے بہت دنوں سے تکمیل طلب سینئر تھیسس کے طور پر بھی استعمال ہوا ہے۔ جوش ۱۹۸۰ میں پولیٹیکل سائنس کے سینئر طالب علم تھے۔ وہ اپنے صلاح کار شیلڈن ایس وولن کو متاثر کرنے کے لئے ایک بے حد شاندار مقالہ لکھنا چاہتے تھے لیکن مقالہ جمع کرنے کی تاریخ قریب آتی رہی پھر بھی کورن بلوتھ تاخیر کرتے رہے۔ ان کا ذہن اس میں الجھ گیا تھا کہ کیا ان کے پاس اپنے مقالہ کے موضوع "مارکسزم اینڈ دی سٹی" کے بارے میں کہنے کے لئے سچ مچ کوئی اصل ٹھوس اور نئی بات ہے یا انہوں نے اپنے والدین کو، جو دونوں کے دونوں کمیونسٹ تھے، خوش کرنے کیلئے مقالے کا یہ موضوع چنا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ ایک شاندار مقالہ لکھ سکتے ہیں لیکن اس سے عالم و فاضل وولن کو مایوسی ہوگی جن کا طلبہ و طالبات پر بڑا زبردست اثر ہے۔ بالآخر کورن بلوتھ نے اپنا مقالہ جمع نہیں کیا اور اس طرح وہ گریجویٹ نہیں ہو سکے۔

اس کے دو دہائیوں سے بھی زیادہ وقت گزر جانے کے بعد ۲۰۰۴ میں امریکہ کے انتخابات کے دن کورن بلوتھ نے وولن اور سیاسی نظریہ سے متعلق ان کے نصاب کے بارے میں سوچنا شروع کیا۔ وہ اس قدر پرجوش تھے کہ انہوں نے گوگل سرچ انجن کا سہارا لیا اور وہاں سے وولن کا فون نمبر حاصل کر کے نہ صرف ان سے بات کی بلکہ یہ بھی بتایا کہ اب وہ اپنا تحقیقی مقالہ مکمل کرنے کو تیار ہیں۔ کورن بلوتھ کو اس بات پر حیرت ہوئی کہ وولن اس وقت بھی پھر ایک بار انہیں مشورہ دینے کو تیار تھے۔

کورن بلوتھ نے بتایا کہ "مونولاگ کے کورس پر میں اپنی بات بھی کرتا رہتا تھا اور وقفے وقفے سے اپنے صلاح کار کو فون کر کے اپنے مقالہ کے آگے بڑھنے (یا تھم جانے) کے بارے میں بتاتا بھی رہتا تھا۔ اور آخر میں میرے صلاح کار نے یہ مشورہ دیا کہ چونکہ مجھے مونولاگ لکھنے میں مہارت حاصل ہوگئی ہے اس لئے کیوں نہیں اسے بھی مونولاگ بنا لیتا۔ میں تب سٹیزن جوش پر کام کر رہا تھا یعنی اپنے تھیسس پر۔"

انہوں نے بتایا کہ "یوں دیکھا جائے تو میں نے اپنے صلاح کار کے مشورے پر اپنا یہ تازہ ترین مونولاگ پرنسٹن یونیورسٹی کے پالیٹیکس ڈپارٹمنٹ میں (تحریری صورت میں بھی اور ڈی وی ڈی کی شکل میں بھی) اپنے بہت دنوں سے رکے ہوئے سینئر تحقیقی مقالہ کے طور پر پیش کر دیا۔ میرے صلاح کار نے اسے پہلے ہی گریڈ دے دیا تھا (انہوں نے اچھا گریڈ دیا تھا) اب میں صرف اس کا انتظار کر رہا ہوں کہ پالیٹیکس ڈپارٹمنٹ اسے گریڈ دے اور اچھا گریڈ دے۔ اس کے بعد میں بالآخر گریجویٹ بن جاؤں گا۔"

کورن بلوتھ نے بتایا کہ "عام طور پر ناظرین میرے اس ڈرامے پر پرتپاک ردعمل کا مظاہرہ کرتے ہیں اور سٹیزن جوش کی کہانی کو اپنی کہانی سمجھ لیتے ہیں۔" انہوں نے کہا کہ "میں اکثر اس چیز پر حیران ہوتا ہوں جسے ناظرین پُرمزاح سمجھتے ہیں۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ میں مخصوص طریقہ سے اداکاری کرتا ہوں اور لوگ اسے لغو سمجھتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ میری لغویت مجھ پر ہمیشہ مکمل طور سے آشکارا نہیں ہوتی۔"

انہوں نے ۱۹۸۹ میں، جب وہ ۳۰ سال کے تھے، اسٹیج پر اداکاری شروع کر دی۔ انہوں نے کہا کہ "میں ایک اخبار کے ایڈیٹر کے طور پر کام کرتا تھا اور اس کام میں مزہ بھی آتا تھا لیکن جب میری عمر ۲۵ برس کے قریب تھی تب میرے والد کا انتقال ہو گیا اور مجھے لگتا ہے کہ میرے اسٹیج پر جا کر اداکاری کرنے کا آغاز اپنے والد کی یادوں سے اپنے آپ کو از سر نو منسلک کرنے کی میری کوشش کا آغاز تھا۔

کورن بلوتھ اپنا ڈرامہ ریاضی، ٹیکس یا جمہوریت جیسے بنیادی خیال سے شروع کرتے ہیں اور کم تعداد میں سامعین کے سامنے اسی کو بہتر بناتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ "ہر بار جب میں کوئی نیا شو شروع کرتا ہوں مجھے لگتا ہے کہ میں خود اپنی ذات میں بہت دور تک رسائی حاصل کرتا ہوں اور وہاں سے انتہائی مشکل تجربات سمیٹ کر ہر کسی کے سامنے پیش کر دیتا ہوں۔"

ان کے پہلے ڈرامہ کا عنوان تھا "جوش کورن بلوتھ کی روز کی دنیا"۔ انہوں نے سان فرانسسکو میں ایک تہ خانہ کے اندر واقع چھوٹے سے تھیٹر میں اسے پیش کیا تھا۔ ناظرین کی تعداد بہت کم تھی اور جو تھی وہ بھی ان کی ایک کوشش کا نتیجہ تھی کیونکہ وہ تھیٹر کے قریب واقع کتابوں کی ایک دکان میں گئے تھے اور وہاں انہوں نے انگریزی بولنے والے دو جرمن سیاحوں سمیت نصف درجن خریداروں سے درخواست کی تھی کہ وہ آئیں اور ان کا ڈرامہ دیکھیں۔

کورن بلوتھ اپنے مزاحیہ مونولاگ کے لئے زیادہ تر اپنے ذاتی تجربات پر انحصار کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر "ہائیکوئنل" میں اس فرم کی فرضی تصویر کشی کی ہے جہاں وہ ایک سکریٹری کے طور پر کام کرتے تھے۔ اسی طرح میتھ میٹکس آف چینج" کی بنیاد پرنسٹن میں ایک نئے طالب علم کی حیثیت سے کیلکولس پر قابو پانے میں اپنی ناکامی کو انہوں نے بنیاد بنایا ہے۔ پمپنگ کاپی بیس سال سے کچھ زیادہ کی عمر میں ایک کاپی ایڈیٹر کی حیثیت سے ان کے تجربے کے بارے میں ان کا بیان ہے۔ لو اینڈ ٹیکسس' کئی سال قبل ٹیکس کے معاملے میں کھڑے ہونے والے ایک مسئلہ سے تحریک لیکر وجود میں آنے والی تخلیق ہے۔

کورن بلوتھ کا تازہ ترین شو اور ان کی پہلی کمیشنڈ کاوش "اینڈی وارہول: یہودیوں کے لئے بہتر؟" پہلی بار جنوری میں سان فرانسسکو کے ہم عصر یہودی میوزیم میں پیش ہوا۔ میوزیم میں لگنے والی ایک نمائش "وارہولس جیوز: ٹین پورٹریٹس ری کنسیڈرڈ" پیش کی گئی جس میں میں البرٹ آئن اسٹائن، جارج گرش ون، گولڈا میئر، مارکس برادرس اور گرٹروڈ اسٹائن جیسی نمایاں ہستیوں کی پرمزاح تصویر کشی کی گئی ہے۔ یہ پورٹریٹ وارہول نے ۱۹۸۰ سیریز میں بنائے تھے۔

ایک ایسے پیشے میں، جس میں اپنا شو چلاتے رہنے کے لئے ناظرین سے ملنے والی داد و تحسین بہت ضروری ہے، وہ تنقید سے کیسے نپٹتے ہیں۔ اس سوال کے جواب میں کورن بلوتھ نے کہا "کہ تنقید چھوٹی ہو یا بڑی مجھے اندر تک ہلا دیتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں بہت حساس ہوں۔ لیکن بطور آرٹسٹ ترقی کرنے اور پہلے سے بہتر بننے کے لئے تنقید بہت ضروری ہے۔ اس لئے میں گہری سانس لینے کی کوشش کرتا ہوں۔ شاید کہیں مجھے تھوڑی دیر کے لئے جھپکی آجائے، تھوڑی سی کافی پیتا ہوں اور پھر اپنے ہر ناقد سے کچھ سیکھنے کی کوشش کرتا ہوں۔"

مزید معلومات کے لئے:

جوش کورن بلوتھ
http://www.joshkornbluth.com/

سان فرانسسکو کا ہم عصر یہودی میوزیم
http://www.thecjm.org/